تفسیر ماتریدی
تاویلات اهل السنہ
(۳)

محمد صغیر حسن معصومی

(۳) یا اللہ تعالی نے منافقین کے ساتھ مومنین کے استہزاء کو اپنی جانب منسوب کیا ھے جیسا کہ ھم مخادعت کی تفسیر میں ذکر کرچکے ھیں۔

نیز استہزاء کی کیفیت کے بیان میں مختلف اقوال ھیں :

(۱) کلبی[1] کا قول ھے استہزاء کی کیفیت یہ ھوگی کہ جنت کا دروازہ

---

(۱) محمد بن سائب بن بشر بن عمر و بن الحارث کلبی نام، ابو النضر کنیت ہے۔ علم الانساب کا مشہور راوی، ایام عرب، تفسیر و اخبار کا عالم، اهل کوفہ میں سے تھا، یہیں پیدا ھوا اور یہیں وفات پائی، بنو قضاعہ کے کلب بن و برہ کے خاندان کا فرد ھونے کی وجہ سے کلبی مشہور ھوا۔ ابن الندیم کا بیان ہے : والی بصرہ سلیمان بن علی العباس نے بصرہ میں اس کو طلب کیا اپنے گھر میں بٹھایا، اور لوگوں کے سامنے کلبی قرآن حکیم کی آیتوں کی تفسیر بیان کرنے لگا، تاکہ لوگ لکھتے جائیں۔ جب سورہ براءۃ کی ایک آیت کی تفسیر اس آیت کی مشہور تفسیر کے خلاف بیان کی تو لوگوں نے کہا کہ ھم اس تفسیر کو نہیں لکھتے۔ محمد کلبی نے کہا واللہ میں ایک حرف بھی املا نہیں کرتا جب تک کہ اس آیت کی تفسیر نہیں لکھی جاتی کہ یہ اللہ کے نازل کردہ کے موافق ہے۔ یہ بات سلیمان بن علی تک پہنچائی گئی، انہوں نے حکم دیا، لکھو جو یہ کہتا ہے، اور اس کے ماسوا کو چھوڑو، ابن الاشعث کے ساتھ کلبی واقعہ دیر الجماجم میں موجود تھا۔

کلبی نے قرآن کی تفسیر میں ایک کتاب لکھی ہے، اور وہ ضعیف الحدیث ہے۔

نسائی فرماتے ھیں : اس سے ثقہ لوگوں نے حدیث بیان کی ہے اور تفسیر میں لوگوں نے پسندیدہ کہا ہے، البتہ حدیث میں اس سے منکر باتیں مروی ھیں۔ بعضوں نے کہا ہے کہ سبائی یعنی عبداللہ بن سباؑ کے متبعین میں سے تھا، جس کا عقیدہ تھا کہ حضرت علی بن ابی طالبؓ مرے نہیں اور عنقریب ظاھر ھوں گے اور دنیا کو جورو ظلم کے بدلے عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔

امام احمد اس کی تفسیر کے بارے میں فرماتے ھیں : ''اول سے آخر تک جھوٹ ہے، اس میں نظر و تامل حلال نہیں''۔ اور شوکانی کہتے ھیں : ''من جملہ ان تفاسیر کے جن پر اعتماد نہیں کیا جاتا ہے ابن عباسؓ کی تفسیر ہے کیونکہ تفسیر کلبی، سدی اور مقاتل جیسے کذابین کے طرق سے مروی ہے''، اسی مفہوم کا ذکر سیوطی نے کیا ہے، اور ان سے پہلے ابن تیمیہ نے اسی مفہوم کو بیان کیا ہے۔

کلبی کی کنیت ابو ھاشم بھی ہے اور کتاب الاصنام اس کی تصنیف ہے۔ تفصیل دیکھئے : تہذیب التہذیب ۹/۱۹۸، وفیات الاعیان ۱/۴۹۳، میزان الاعتدال ۳/۶۱، الوافی بالوفیات ۳/۸۳، المعارف لابن قتلیبة ۲۳۳، الفہرس لا بن الندیم ۹۵، الفوائد المجموعة فی الاحادیث الموضوعة للشوکانی ص ۳۱۶، الا علم للزرکلی ۷/۳ -

ان کے لئے کھولا جائیگا ، جب یہ منافقین دروازے سے قریب ہونگے تو ان پر دروازہ بند کر دیا جائیگا ، اگر یہ ثابت ہوا تو کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ یہ ویسا ہی ہے جیسا وہ کہتے تھے۔

(۲) بعض لوگوں نے یہ کہا ہے کہ اس استہزاء کی کیفیت یہ ہے کہ اہل جنت کے لئے ایک روشنی بلند کی جائے گی جس کی روشنی میں لوگ چلیں گے تو منافقین بھی لوگوں کے ساتھ چلنے کا قصد کریں گے، مگر ایمان والے روشنی بجھا دیں گے اور یہ لوگ متحیر رہ جائیں گے، یہ قرآن پاک کی آیت جو ان کے قول کی حکایت میں ہے ، کے مفہوم کے مطابق ہے : ” انظرونا الخ ہمیں دیکھنے دو تمہاری روشنی سے ہم بھی خوشہ چینی کرلیں ، کہا جائے گا تم اپنے پیچھے لوٹ جاؤ پھر روشنی کے لئے التماس کرو (الحدید : ۱۳)،،۔

(۳) یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان منافقین کو دنیا میں وہ ساری ظاہری نعمتیں دی جائیں گی کہ ان سے نفع اٹھا لیں، جن کی موافقت کا کھلم کھلا اظہار کرتے تھے، مگر آخرت میں ان نعمتوں سے وہ محروم کر دئے جائیں گے کیونکہ در پردہ اپنے دلی اختلاف و دشمنی کو انہوں نے چھپا رکھا ہے۔

وقوله : ”و یمدهم فی طغیانهم یعمهون: اللہ تعالی انہیں دراز کریگا کہ وہ اپنی سرکشی میں حیران رہ جائیں گے،، یہ آیت اس قوم کے بارے میں ہے جس کے متعلق اللہ تعالی کو علم ہے کہ وہ ایمان دار نہیں ہیں، چنانچہ اللہ تعالی کا فرمان ہے: ”آپ انکو (اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم)،، ڈرائیں یا نہ ڈرائیں وہ ایمان نہیں لائیں گے،، البتہ فرق یہ ہے کہ یہ آیت منافقین کے بارے میں ہے، اور پہلی آیت کافروں کے بارے میں تھی۔

اس آیت پاک کا مفہوم معتزلہ کی رائے کی تردید کرتا ہے۔ معتزلہ کہتے ہیں کہ اختیار کی حالت میں اللہ تعالی ہمیں مقدر کریگا کہ انکو

بچائے۔ اللہ عز وجل ان کو نجات صرف اضطراری حالت میں بخشے گا، چنانچہ پھر ارشاد ہوا کہ اللہ تعالی سرکشی کرنے پر انھیں سرزنش کرے گا۔

وقولہ: ''ویمدھم،، کا مفہوم ہے اللہ تعالی ان میں سرکشی کے فعل کو پیدا کردے گا۔

یہ احتمال بھی ہے کہ اس کا مفہوم ہے کہ انھیں ذلیل کرے گا اور انھیں چھوڑ دے گا کہ اپنے آخر عمر تک جو سرکشی کرنا چاھیں اختیار کریں۔

یہ بھی احتمال ہے کہ انھیں ھدایت نہ کرے، اور نہ توفیق بخشے۔

آیت پاک میں 'دراز کرنے، کی نسبت اللہ تعالی کی طرف ہے، اور 'مد، کی اضافت طغیان پر صرف مدح کے لئے کی جاتی ہے، اور مدح، جیسا ہم بیان کرچکے، تین طرح ھوتی ہے، البتہ اس سے یہ بات ظاھر ہے کہ جب اللہ بزرگ و برتر طغیانی و سرکشی میں درازی عطا کرتا ہے تو اس کی ضد یعنی ایمان کے فعل پر بھی قادر ہے، تو یہ بات ثابت ھوئی کہ اللہ تعالی بندوں کے افعال کا خالق ہے، کیونکہ معتزلہ کا قول ہے کہ قدرت تامہ وھی قدرت ہے جو ایک شے پر قادر ھو تو شے کی ضد پر بھی قادر ھو۔

عمہ[1] لغت میں حیرت (کو کہتے ھیں)۔

قولہ: اولئک اللذین اشتروا الضلالۃ بالھدی،،: یہی لوگ ھیں جنھوں نے ھدایت کے بدلے گمراھی خریدلی ہے، یعنی گمراھی کو اس ھدایت کے خلاف جس کی طرف بلائے جاتے ھیں اختیار کرلیا کیونکہ ان کو ھدایت سے کوئی واسطہ نہ تھا، (کہ کہا جائے کہ) انھوں نے گمراھی کے عوض ھدایت چھوڑ دی۔

یہ عبارت ویسی ھی ہے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے: یخرجھم من الظلمات

---

(۱) منع و فرح کے مثل عمہ عمھا و عموھا و عموھۃ و عمھانا: گمراھی میں متردد رھا، راستے یا کسی جھگڑے میں حیرت زدہ رھا یا حجت کو نہ پہنچا۔ دیکھئے اللسان، صحاح، اور قاموس۔

الخ (البقرہ : ٢٥٧) انھیں تاریکیوں سے نور کی طرف نکالتا ھے۔ اور جو لوگ کفر کرتے ھیں ان کے دوست شیطان (طاغوت) ھیں جو ان کو نور سے تاریکیوں کی طرف نکالتے ھیں ۔ بے غیر اس کے کہ وہ نور میں ھوتے۔ اسی طرح اول الذکر لوگوں نے شروع ھی سے گمراھی کے عوض ھدایت کو چھوڑ دیا، یہ کہا گیا ھے کہ ضلالت ھلاکت کو (کہتے ھیں) یعنی انھوں نے اس چیز کے خلاف جس سے انھیں نجات ملتی،ایسی چیز کو اختیار کیا جس سے ان کی ھلاکت (یقینی) ھے۔ اگر چہ ان کا یہ قصد نہیں ھے کہ نجات دھندہ شے کے عوض ھلاکت خریدیں ۔ اسی طرح اللہ فرماتا ھے : ”فما اصبرھم علی النار (البقرہ : ١٧٥) آگ پر یہ کتنا صبر کرنے والے ھیں !“ (ظاھر ھے) کوئی شخص آگ پر صبر نہیں کرتا۔ تو اصل مفہوم ھے کہ ایسے عمل پر جس سے آگ میں جلنا ضروری ھے کتنا صبر کرنے والے ھیں ! اسی طرح اللہ کا قول : بئسما اشتروابہ انفسھم (البقرہ : ٩٠) ھے۔ یعنی کتنا برا ھے کہ ایسی چیز کو انھوں نے اختیار کیا جس سے ان کی ذات کی ھلاکت (یقینی) ھے اور ایسی چیز کے عوض (اختیار کیا) کہ جس سے ان کی نجات ھوتی ۔

—••—••—

یہ آیت لفظ بیع کے بغیر بیع (خرید و فروخت) کے جواز پر دلالت کرتی ھے۔ اس لئے کہ یہ لوگ لفظ بیع زبان سے ادا نہیں کرتے تھے، البتہ ھدایت ترک کرتے اور گمراھی کو اختیار کرتے تھے۔

ھر وہ (صورت جس میں) ایک شخص کسی چیز کو کسی دوسرے کے لئے چھوڑے تاکہ دوسرا شخص کسی شے کے بدلے اس چیز کو لے لے بیع ھے، اگرچہ جانبین بیع کی بات نہ کریں۔

اسی قسم کا قول ھے کہ اللہ تعالی فرماتا ھے : ”ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم (التوبۃ : ١١١) : اللہ تعالی نے ایمان والوں سے ان کی ذاتوں

کو خرید لیا ہے،، ۔ خریدنا مال کے بدلے میں ہے ۔ اور انفس کو اللہ جلشانہ نے اپنے لئے اس وعدے پر کرلیا کہ ان کو جنت عطا کی جائے گی ۔

وقولہ: ,,فما ربحت تجارتھم وما کانوا مھتدین، تو ان کی تجارت نے نفع نہ دیا اور نہ وہ لوگ ھدایت یافتہ تھے،، ۔

یعنی انھوں نے اپنی تجارت میں فائدہ نہ اٹھایا کیونکہ تجارت خود نفع نہیں اٹھاتی، (البتہ تجارت سے فائدہ حاصل کیا جاتا ہے)، کبھی ایک شئی کا نام اس کے سبب کے نام پر رکھتے ھیں ۔ جیسے اللہ جلشانہ کا قول ہے : ,,جعلنا اللیل لیسکنوا فیه والنھار مبصرا،، (النمل : ٨٦) (یعنی ھم نے رات کو اس لئے بنایا کہ لوگ سکون کے ساتھ رھیں، اور دن کو بصارت والا بنایا)،، حالانکہ دن نہیں دیکھتا، البتہ دن میں (اشیاء) دکھائی دیتی ھیں ۔

—••—••—

یہ (استعمال) لغت میں مقبول ہے، کسی شئے کو اس کے سبب کا نام دینا جایز ہے ۔

پھر اللہ تعالی کے قول ,, فماربحت تجارتھم ،، (تو ان کی تجارت نفع بخش نہیں ہے) میں نفع کی نفی ہے ظاھر میں اصلی کی نفی نہیں ہے :۔ البتہ نفی کی دو صورتیں ھیں :

(١) کسی شے کی نفی سے اس کی ضد کا ثبوت واجب ہے، یہ صفت کی نفی کی صورت ہے، جیسے تم کہتے ھو: فلاں شخص عالم ہے، تو تم نے اس شخص سے جھل کی نفی کردی ۔ اسی طرح 'فلاں جاھل ہے، اس فلاں سے علم کی نفی ھوگئی ۔

(٢) کسی شے کی نفی سے اس کی ضد کا ثبوت واجب نہیں، یہ اعراض کی نفی کی صورت ہے، کیونکہ ایک رنگ کی نفی سے ضروری نہیں کہ اس رنگ کی ضد رنگ کا ثبوت ھو۔

اللہ تعالی کا فرمان ''فماربحت تجارتھم،، اصل کی نفی کرتا ھے، گویا اللہ تعالی نے یہ فرمایا : بلکہ ان کی تجارت نقصان دہ ھوئی۔ یعنی ضد کے اثبات کو واجب گردانا ۔اس (مفہوم کے ثبوت کی) دلیل اللہ تعالی کا قول : ''بئسما اشتروابہ انفسھم،، (برا ھے وہ جس کے بدلے انھوں نے اپنے نفسوں کو بیچا، البقرہ : ۹۰)، اور ''لبئس ما کانوا یعملون،، (برا ھے وہ جو وہ کرتے تھے،، المایدہ : ٦٢) ۔

وقولہ : مثلھم کمثل الذی استوقد نارا فلما اضاءت ماحولہ ذھب اللہ بنورھم و ترکھم فی ظلمات لا یبصرون، ان کی مثال ایسی ھے کہ کسی نے آگ روشن کی، جب اس کے ارد گرد روشنی ھی روشنی تھی اللہ نے ان کی روشنی کو بجھا دیا اور ان کو سخت تاریکیوں میں چھوڑ دیا کہ کچھ نہیں دیکھتے ھیں،، ۔

اس آیت کے شان نزول کے متعلق مختلف روایتیں ھیں :

کسی نے بیان کیا کہ یہ آیت منافقوں کے بارے میں نازل ھوئی ھے، کیونکہ یہ آیت منافقین کے ذکر کے بعد واقع ھے۔ یعنی آیت : ''و اذا لقوا الذین اٰمنوا،، (البقرہ : ۱۴) کے بعد واقع ھے۔

کسی نے یہ بیان کیا کہ یہ آیت یہود کے بارے میں نازل ھوئی ھے، کیونکہ یہود کا ذکر پہلے گزر چکا ھے، یعنی اللہ تعالی کے قول : ''انذرتھم ام لم تنذرھم لا یومنون (البقرہ : ٦) کے بعد واقع ھے۔

احتمال یہ ھے کہ یہ آیت دونوں فریق کے بارے میں نازل ھوئی ھے۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت بیان کی گئی ھے، آپ نے فرمایا کہ یہ راز سر بستہ ھے، ان کے قول کا مقصد یہ نہیں کہ مفہوم ظاھر نہیں کیونکہ اللہ تعالی نے ایک مثل بیان کیا ھے، اور امثال اس لئے بیان کئے جاتے ھیں کہ

سمجھنے میں سہولت ہو نہ یہ کہ بعید از فہم ہو، تو ظاہر ہے ان کے قول ''ان ھذا من المکتوم،، (یہ ایسا امر ہے جو چھپا ہوا ہے) سے یہ مراد نہیں کہ حضرت ابن عباس مفہوم کو نہیں سمجھے اور ان کی سمجھ میں مطلق کچھ نہ آیا، بلکہ ''پوشیدہ،، سے انکا مقصد یہ ہے کہ انہیں علم نہیں کہ کس فریق کے بارے میں آیت نازل ہوئی ہے، تو دونوں باتوں کا احتمال ہے، واللہ اعلم۔

وقولہ عزوجل : ''مثلھم کمثل الذی استو قد نارا ، الآیة،

احتمال یہ ہے کہ (ضمیر 'ھم، کی) اضافت ان منافقین کی طرف ہے جن کا ذکر اللہ تعالی کے قول : ''ومن الناس من یقول امنا باللہ (البقرة : ٨) اور فرمان خداوندی : ''و اذا لقوا الذین امنوا قالوا امنا (البقرة : ١٤، ٧٦) میں ہوچکا ہے۔ اور اس کی وضاحت چند وجوہ سے ممکن ہے :

(١) انھوں نے اولیا اللہ کو دھوکا دینا چاھا اور ان کے ساتھ ھنسی ٹھٹھا کا ارادہ کیا، اس لئے اللہ تعالی نے اس طرح دنیا اور آخرت دونوں میں ان کی فضیحت کی۔

دنیا میں اس طرح ذلیل اور خوار ہوئے کہ اللہ تعالی نے ان کے بھید کو ظاہر کردیا، اور اولیا کو ان کے باطن سے آگاہ کردیا چنانچہ دوسروں کو دھوکا دینے کا وبال خود ان پر لوٹ آیا۔ اور ان کی سزا یہ ہوئی کہ ان کے دل کی بات سے لوگوں کو مطلع کردیا گیا۔ امن و بے خوفی ان کا مقصد تھا مگر اللہ تعالی نے اس امن کو خوف سے بدل دیا، چنانچہ اللہ تعالی نے ان کے متعلق یہ فرمایا کہ ''یخشون الناس (النساء : ٧٧)، لوگوں سے ڈرتے رہتے ہیں۔ نیز ''یحسبون کل صیحة علیھم (المنافقون : ٤) وہ خیال کرتے ہیں ہر چیخ کو اپنے خلاف، یہ بھی فرمایا : ''رایت الذین فی قلوبہم مرض ینظرون الیك نظر المغشی علیہ من الموت (محمد : ٢٠) آپ دیکھیں گے ان لوگوں کو جن کے دلوں میں مرض ہے کہ وہ آپ کو اس طرح دیکھتے ہیں کہ ان پر موت

کی غشی طاری ھے،، ۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا : ,,فاذا جاءالخوف رایتھم ینظرون الیك ،، (الاحزاب : ١٩) تو جب ڈر آجاتا ھے تو آپ ان کو دیکھیں گے کہ وہ آپ کی طرف نظر اٹھاتے ھیں ۔ نیز اللہ کا فرمان ھے : ,,یحذر المنافقون ان تنزل علیھم : (التوبة : ٦٤) منافقین ڈرتے ھیں کہ کہیں ان پر اتارا نہ جائے (کوئی عذاب)،، ۔

یا (مومنین کو اس طرح دھوکا دیتے تھے کہ) دین کی موافقت کا اظہار برملا کرتے تھے تاکہ اپنے لئے عزت و شرافت حاصل کریں، اسی طرح کافروں سے کہتے تھے کہ وہ مومنین کو ایمان کے اظہار سے دھوکا دے رھے ھیں اور ان کے ساتھ استہزاء کر رھے ھیں، تو ان کافروں کو یقین دلا دیا گیا کہ اسی طرح وہ مومنین سے کہتے ھیں کہ وہ کافروں کے ساتھ ٹھٹھا کرتے ھیں، اس طرح اھل نفاق دونوں کے سامنے ذلیل کئے گئے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا : ,,ما ھم منکم ولا منھم (المجادلہ : ١٤) (یہ منافقین) نہ تم میں سے ھیں نہ ان میں سے،، ۔ مزید فرمایا : ,,مذبذبین بین ذلك لا الی ھولاء الخ (النساء : ١٤٣) (یہ لوگ) پس و پیش میں ھیں درمیان میں، نہ ان کی طرف ھیں نہ ان کی طرف،، ۔ غرض جو شرافت و عزت حاصل کرنا چاھتے تھے ان سے ان کو محروم کردیا گیا اور ان کے بدلے ان کو ذلت و خواری ملی، (٤ ـ ظ) ۔ ٤ ظ

ایسی حالت میں ان کی مثال اس شخص جیسی ھے جس نے آگ روشن کیا کہ نور سے روشنی حاصل کرے، اور گرمی سے لطف اندوز ھو، کہ ناگاہ اللہ تعالیٰ نے آگ کی روشنی کو گل کردیا، اور اس طرح روشنی حاصل کرنے اور نفع اٹھانے کی امید جاتی رھی ۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس عذاب میں مبتلا کیا کہ ھر وقت ڈر تھا کہ اس آگ سے قریب ھوئے تو جل نہ جائیں، نیز ان فوائد کے بدلے جن کی امید تھی کہ جاڑے میں اس کی گرمی روشنی وغیرہ سے مستفید ھوں گے نیز غذا تیار کرنے کے مواقع باسانی حاصل ھوں گے، یہ مصیبت آن پڑی کہ آنکھ کی بینائی جاتی رھی ۔

غرض اللہ تعالی کے فرمان ''وھو خادعھم،، نیز ''واللہ یستھزی بھم،، کا مفہوم واضح ہو گیا، کیونکہ انھوں نے امن حاصل کرنا چاھا تھا، سزا میں ان کو خوف ملا، عزت طلب کی تھی، ذلت نصیب ھوئی۔ اسی طرح آگ روشن کرنے والے کی روشنی جاتی رھی، واللہ اعلم،

اسی طرح کا مفہوم ھے اللہ تعالی کے فرمان ''اولئك الذین اشتروا الضلالة بالھدی،، کا، یعنی انھوں نے گمراھی اختیار کی جب اپنے شیاطین کے پاس گئے، اور اس (ھدایت) یعنی رھنمائی کو کھویا جس کا اظہار ایمان والوں کے سامنے کیا کرتے تھے۔

نتیجه یه ھے که اللہ تعالی کا ان سے استھزاء کرنا اور ان کو دھوکا دینا (در حقیقت) اللہ تعالی کے اولیاء کا فعل ھے که انھوں نے منافقین کے دل کی باتوں پر اطلاع پا کر ان کے مرتبه کو گھٹا دیا، پھر یه منافقین ان کی آنکھوں میں ذلیل ھوئے۔ اس طرح استھزاء کی نسبت اللہ کی طرف کی گئی ھے که اللہ تعالی کے ایماء سے انھوں نے ایسا کیا۔ چنانچه ایمان والوں کو دھوکا دینا اللہ تعالی کو دھوکا دینے کے مرادف قرار دیا گیا ھے کیونکه منافقین نے اللہ تعالی کے دین کے بارے میں مومنین کو دھوکا دیا۔ واللہ اعلم۔

اس تاویل کی بنا پر ان لوگوں کا قول قابل قبول نہیں رھتا جن کا گمان ھے که آیت زیر بحث کافروں کی شان میں نازل ھوئی۔ کیونکه یه منافقین رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم کو جانتے تھے اس لئے که یه لوگ حضورﷺ کی صفات تورات اور انجیل میں پڑھ چکے تھے۔ مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم لوگوں کو نیک کام کرنے کا حکم دیتے ھیں، (الاعراف : ۱۵۷)، ''اور محمد اللہ تعالی کے رسول ھیں،، محمد رسول اللہ۔ آخر سورت تک، الفتح : ۲۹) نیز اللہ بزرگ و برتو فرماتا ھے : وہ لوگ حضور کو ایسا جانتے ھیں جیسے یه لوگ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ھیں (البقرہ : ۱۴۶، الانعام : ۲۰)۔ پھر اللہ جلشانه کا

فرمان ہے : ''اور وہ لوگ کفر کرنے والوں پر فتح حاصل کرنا چاہتے تھے، تو جب ان کے پاس وہ آگیا جس کو جانتے تھے، انھوں نے اس کا انکار کیا،،۔

منافقین آگ روشن کرنے والے کے مانند تھے۔ یعنی ایندھن کے طالب تھے کہ اس سے روشنی حاصل کریں۔ تو جب ان کو کامیابی ھوگئی اللہ تعالی نے ان کی روشنی کو یہ جاننے کے بعد کہ آگ کی روشنی سے فائدہ اٹھائیں گے گل کردیا، تو اب اس سے کوئی فائدہ نھیں رہا۔

اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت صرف حسد اور سرکشی کے خیال سے انھوں نے کفر کیا۔ کیونکہ یہ نبی ان میں سے نھیں غیروں میں سے تھے، یا انھوں نے اس لئے کفر کیا کہ انھیں ڈر ھوا کہ مومنین ان کے مال و دولت غذا وغیرہ سب پر قابض ھو جائیں گے کیونکہ انھیں ایمان کی منفعت کا اندازہ تھا، ولاقوۃ الا باللہ۔

آخرت میں ان کی تذلیل اس طرح کی جائے گی کہ انھوں نے مومنین کو دھوکا دینا چاھا۔ ظاھر میں ان کے دوست بنے۔ منافع یعنی غنیمت، وراثت، شادی بیاہ میں شریک رہے، اور باطن میں ان کی مخالفت کی۔ اسی طرح اللہ تعالی نے موجودہ دنیا کے ظاھری منافع میں شریک بنایا البتہ آخرت کے باطن و غائب دینی منافع سے ان کو محروم رکھا۔ دنیا میں ان کو مومنین کا شریک دکھایا اور آخرت میں ان سے دور بہت دور رکھا۔ تو جیسا کہ انھوں نے ظاھر میں موافقت کا اور باطن میں مخالفت کا اظہار کیا، اسی طرح آگ جلانے والے نے اپنی طرف سے اپنے فعل سے آگ کی روشنی کی رغبت کا اظہار کیا، مگر اللہ تعالی نے اس کو آنکھ کی روشنی سے محروم کردیا، تو آگ کی روشنی کی منفعت سے بھی وہ شخص محروم رہ گیا۔ (باقی)